

امام دبوسی کی تاسیس النظر میں ائمہ احناف ثلاثہ و امام مالک اور ابن ابی لیلیٰ اختلافی اصول بمعہ اصول متفرقہ (اردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج)

In the view of Imam Dabusi, the three Ahnaaf Imams, Imam Malik, and Ibn Abi Laili, the
Conflicting Principles with the Different Principles (Urdu translation, Research and
recitation)

☆ سید کریم: پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی پشاور
☆ ڈاکٹر گل زاہد شیر پاؤ: ایچ او ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی پشاور

Abstract

Among the Hanafi jurists, Abu Zayd Ubaidullah bin Umar bin Isa Al-Dubosi is one of those who critically and profoundly evaluates the original jurisprudence and diverges the jurisprudential opinions of the imams of the Hanafi school of thought. Imam Dabusi is one of the Imams of the fifth century AD, who was born in a village called Dabusiya between Bukhara and Samarkand and died in 430 AH. His book "Taasis al-Nazar" is an important effort in the field of original jurisprudence in the fifth century Hijri, the precedent of which could not be found in the next two centuries. Mohammad Al-Qabani, researcher of "Tasis al-Nazar" writes that Imam Dabusi is the first person who passed the issues of Khilafah between Arbaa imams through revision and cultural stages. Two manuscripts of "Taasis al-Nazar" are preserved in Maktabat al-Khadiwiyyah under No. 111 and No. 118. With the help of these manuscripts, Al-Qabani carried out the service of researching this book, the manuscript of which was published in 1415 by the Al-Khanji School in Cairo. In this article, the principles of disagreement between the three imams and Imam Malik and Ibn Abi Laila and the various rulings on them have been reviewed.

Key words: Hanafi, Taasis al-Nazar, jurisprudence, Imam Malik, Ibn Abi Laila

تعارف

امام دبوسی پانچویں صدی عیسوی کے ائمہ میں سے ہیں جو بخارا اور سمرقند کے درمیان دبوسیہ نام کے گاؤں میں پیدا ہوئے اور 430ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کتاب "تاسیس النظر" پانچویں صدی ہجری میں اصل فقہ کے میدان میں ایک اہم کاوش ہے جس کی نظیر آئندہ دو صدیوں میں نہ مل سکی۔ "تاسیس النظر" کے محقق محمد القبانی لکھتے ہیں کہ امام دبوسی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل خلافیہ کو تنقیحی و تہذیبی مراحل سے گزارا۔ "تاسیس النظر" کے دو نسخے مخطوطہ شکل میں مکتبۃ الخدیویہ میں نمبر 111 اور نمبر 118 کے تحت محفوظ ہیں۔ انھی نسخوں کی مدد سے القبانی نے اس کتاب کی تحقیق کی خدمت انجام دی، جس کا زیر نظر نسخہ 1415ء میں مکتبۃ الخانجی قاہرہ نے شائع کیا ہے۔ ذیل میں ائمہ ثلاثہ، امام مالک اور ابن ابی لیلیٰ کے درمیان اختلافی اصول بمعہ اصول متفرقہ اور تحقیق و تخریج قلمبند کی گئی ہے۔

مبحث اول: ائمہ ثلاثہ اور امام مالک کے مابین اختلاف

وہ اقوال جس میں ہمارے تینوں علماء، اور امام مالک کے درمیان اختلاف ہے۔

اصل نمبر 9

ہمارے تینوں علماء کے نزدیک:

” أن الخبر المروي عن النبي صلى الله عليه وسلم من طريق الآحاد مقدم على القياس الصحيح، وعند مالك رحمة الله عنه القياس الصحيح مقدم على خبر الآحاد“¹
”رسول اللہ ﷺ سے منقول ہونے والی خبر واحد قیاس صحیح پر مقدم ہے، اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قیاس صحیح کو خبر واحد پر مقدم ہوگا۔“

تفریح اول

وعلى هذا قال اصحابنا ان المنى نجس يطهر بالفرك ----- وعند الامام
مالك رحمة الله عنه لا يطهر الا بالغسل بالماء كالبول²
”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ منی ناپاک ہے اور اگر وہ خشک ہو تو کپڑوں کو رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے اور انہوں نے اس مسئلے میں خبر واحد سے دلیل لی اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے مطابق یہ پانی سے دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتا جیسا کہ پیشاب کپڑے پر لگ جائے تو دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح حکم منی میں بھی ہوگا۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال اصحابنا ان اكل الناسي لا يفسد الصوم واخذوا في ذلك وعند مالك
يفسد الصوم واخذ في ذلك بالقياس³
”اس بنا پر ہمارے اصحاب ثلاثہ نے فرمایا کہ روزہ دار کا بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور انہوں نے اس میں خبر واحد سے استدلال کیا، اور امام مالک کے یہاں روزہ فاسد ہو جائے گا، انہوں نے اس مسئلے میں قیاس پر عمل کیا۔“

1 غزی، ابوالحارث محمد صدق بن احمد بن احمد، الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1416ھ/1996ء، ج1، ص85
2 ”عند الحنفية أن المنى نجس يطهر بالفرك عن الثوب إذا كان يابساً وأخذوا في ذلك بالخبر وعند الإمام مالك رضي الله عنه: لا يطهر إلا بالغسل بالماء كالبول ولو كان جافاً. قاله في المدونة: وقال مالك في المنى يصيب الثوب فيجف فيحته، قال: لا يجزيه ذلك حتى يغسله“ غزی، موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ج1، ص504، 505۔ مالک، مالک بن انس بن مالک، المدونہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ/1994ء، ج1، ص23، 24

3 حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: «كُنْتُ أَفْرُكُ الْعَنْبِيَّ مِنْ نَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي فِيهِ» ابوداؤد، سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن ابى داؤد، محقق محمد محى الدين عبد الحميد، مكتبة العصرية صيدا، بيروت، بلا سن، ج1، ص101
حکم: یہ حدیث محقق محمد محى الدين عبد الحميد کی تحقیق کے مطابق صحیح ہے۔ بعض اسناد سے صحیح بخاری میں بھی اس طرح کے الفاظ منقول ہے۔ البانی کی تحقیق کے مطابق بھی یہ حدیث صحیح ہے۔

”فَإِنْ أَكَلَ الصَّائِمُ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا لَمْ يُفْطَرَ وَالْقِيَاسُ أَنْ يُفْطَرَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ“ حدادی، الجوهرة النيرة على مختصر القدری، ج1، ص

تفریح سوم

وعلى هذا قال اصحابنا ان نكاح الامة على الحرة يجوز واخذوا في ذلك بالخبر وعند مالك لا يجوز واخذ في ذلك بالقياس⁴

”اس اصل کی بناء پر ہمارے اصحاب ثلاثہ نے فرمایا کہ نکاح میں آزاد عورت کا ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں ہے اور انہوں نے خبر واحد سے استدلال کیا ہے اور امام مالک کے نزدیک یہ جائز ہے اور یہ قیاس پر عمل کیا ہے۔“

تفریح چہارم

وعلى هذا قال اصحابنا لا يجوز للعبد ان يتزوج اكثر من اثنتين واخذوا في ذلك بالخبر وعند مالك يجوز ان يتزوج بربع كالحرة واخذ في ذلك بالقياس⁵

”اسی اصل کی بناء پر ہمارے علماء ثلاثہ نے فرمایا ہے کہ غلام کے لیے دو سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور خبر واحد سے استدلال کیا، اور امام مالک کے ہاں آزاد کی طرح چار تک نکاح جائز ہے قیاس پر عمل کرتے ہوئے۔“

تفریح پنجم

وعلى هذا قال اصحابنا ان الهبة لا تصح الا بالقبض وكذلك الصدقة واخذوا في ذلك بالخبر وعند مالك يجوز لانه عقد نافذ فاشبهه البيع⁶

”اس اصل کی بناء پر ہمارے ائمہ ثلاثہ نے کہا کہ ہدیہ اور صدقہ قبل القبض جائز نہیں ہے، خبر واحد سے استدلال کرتے ہوئے اور امام مالک کے ہاں جائز ہے کیونکہ یہ قابل نفاذ عقد ہے، لہذا یہ اسی طرح ہے، فروخت کے لیے۔“

تفریح ششم

وعلى هذا قال اصحابنا الكفارة معتبرة في النسب واخذوا في ذلك بالخبر وعند مالك الكفارة معتبرة في الدين⁷

4 ”(قَالَ): وَتَلَعْنَا عَنْ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْأُمَّةُ عَلَى الْحُرَّةِ وَتُنْكَحُ الْحُرَّةُ عَلَى الْأُمَّةِ»، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ نِكَاحَ الْأُمَّةِ عَلَى الْحُرَّةِ لَا يَجُوزُ وَأَنَّ هَذِهِ الْحُرْمَةَ ثَابِتَةٌ شَرْعًا رَضِيَتْ الْحُرَّةُ أَوْ لَمْ تَرْضَ، وَهُوَ مَذْهَبُنَا، وَقَالَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - إِذَا رَضِيَتْ الْحُرَّةُ حَازَ“ سرخسی، المبسوط، ج 4، ص 197

5 ”ولا يجوز للعبد أن يتزوج أكثر من اثنتين“ وقال مالك يجوز لأنه في حق النكاح بمنزلة الحر عنده حتى ملكه بغير إذن المولى ولنا أن الرق منصف فيتزوج العبد اثنتين والحر أربعاً إظهاراً لشرف الحرية“ مرغینانی، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج 1، ص 189

6 ”وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ إِذَا كَاتَبَهُ الْمُشْتَرِي قَبْلَ الْقَبْضِ فَلِلْبَائِعِ أَنْ يُبْطِلَهُ فَإِنْ لَمْ يُبْطِلْهُ حَتَّى نَقَدَ الْمُشْتَرِي الثَّمَنَ حَازَتْ الْكِتَابَةُ ذِكْرَهَا فِي الْعِيُونِ، وَلَوْ وَهَبَهُ مِنَ الْبَائِعِ فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْهُ لَمْ تَصِحَّ الْهِبَةُ وَالْبَيْعُ عَلَى حَالِهِ؛ لِأَنَّ الْهِبَةَ لَا تَصِحُّ بِدُونِ الْقَبُولِ فَإِنَّ قَبْلَهُ الْبَائِعُ لَمْ يَجْزِ الْهِبَةُ؛ لِأَنَّهَا تَمْلِكُ الْمُسْتَبْعِقَ قَبْلَ الْقَبْضِ، وَأَنَّهُ لَا يَجُوزُ كَالْبَيْعِ، وَأَنْفَسَخَ الْبَيْعُ بَيْنَهُمَا، وَيَكُونُ إِقَالَةَ لِلْبَيْعِ فَرَّقَ بَيْنَ الْهِبَةِ مِنَ الْبَائِعِ، وَبَيْنَ الْبَيْعِ مِنْهُ حَيْثُ جَعَلَ الْهِبَةَ مِنْهُ إِقَالَةَ دُونَ الْبَيْعِ مِنْهُ“ كاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج 5، ص 180

7 ”قَوْلُهُ (وَالْكَفَاءَةُ مُعْتَبَرَةٌ فِي النَّسَبِ وَالذِّينِ وَالْمَالِ) أَمَّا النَّسَبُ فَتُرْتَبِطُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَلَيْسَتْ الْعَرَبُ أَكْفَاءَ لَمْ؛ لِأَنَّهُمْ فَخَرُوا بِغُرَبَائِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَا عِبْرَةَ لِقَضْلِ الْبَعْضِ مِنْهُمْ عَلَى بَعْضٍ حَتَّى إِنَّ الْهَاشِمِيَّةَ لَو زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ قُرَيْشِيٍّ غَيْرِ هَاشِمِيٍّ لَا يَكُونُ لِأَوْلِيَائِهَا الْإِعْتِرَاضُ“ حدادی، الجوہرۃ النیرہ علی مختصر القدروری، ج 2، ص 11

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ کفارہ نسب میں شمار ہوتا ہے اور انہوں نے خبر واحد سے لی اور دین میں کفارہ کا مالک مانا جاتا ہے۔“

تفریح ہفتم

وعلى هذا قال اصحابنا ان السعاية في باب العتق لها اصل في الوجوب على العبد واخذوا فيه بحديث ابى هريرة عن النبی □ وعند مالک ليس السعاية العبد اصل في باب العتق واخذ فيه بالقياس وتابعه الامام ابو عبد الله الشافعي رحمه الله فيه هذه المسائل⁸

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ باب آزادی میں جہاد کرنا غلام کے واجب ہونے کی بنیاد ہے۔ اور انہوں نے غلام کے اپنے جان چھڑانے کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غلام کے لیے کوشش کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور اسے قیاس سے لیا ہے اور اس کی پیروی امام ابو عبد اللہ شافعی رحمہ اللہ نے ان مسائل میں کی ہے۔“

تفریح ہشتم

وعلى هذا قال اصحابنا ان الزيادة على تطلقه واحدة سنة وان كانت متفرقة في الجهات مختلفة ----- في هذه المسئلة قول عمر رضی اللہ عنہ وليس ذلك بصحيح⁹

⁸ ”فَإِنْ كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصَبِيَّهُ جَازَ ثُمَّ إِنْ كَانَ الْمُعْتَقُ مُوسِرًا فَلِلسَّائِكِ ثَلَاثُ حِيَارَاتٍ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -: إِنْ شَاءَ أَعْتَقَ نَصَبِيَّهُ، وَإِنْ شَاءَ اسْتَسْعَى الْعَبْدُ فِي قِيَمَةِ نَصَبِيهِ فَإِذَا أَدَى السَّعَايَةَ إِلَيْهِ عَتَقَ، وَالْوَلَاءُ بَيْنَهُمَا، وَإِنْ شَاءَ ضَمِنَ الْمُعْتَقُ نِصْفَ قِيَمَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ الْمُعْتَقُ عَلَى الْعَبْدِ وَالْوَلَاءُ كُلُّهُ لَهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُعْتَقُ مُعْسِرًا فَلِلسَّائِكِ حِيَارَاتَانِ: إِنْ شَاءَ أَعْتَقَ، وَإِنْ شَاءَ اسْتَسْعَى، وَلَيْسَ لَهُ حَقٌّ تَصْمِينِ الشَّرِيكِ إِلَّا عَلَى قَوْلِ بَشْرِ الْمَرْيَسِيِّ، وَالْقِيَاسُ فِي أَحَدِ الشَّيْئَيْنِ أَمَّا وَجُوبُ الضَّمَانِ عَلَى الْمُعْتَقِ مُوسِرًا كَانَ، أَوْ مُعْسِرًا؛ لِأَنَّهُ بِإِعْتِاقِ نَصَبِيهِ يُفْسِدُ عَلَى الشَّرِيكِ“ سرخسی، المبسوط، ج7، ص104

حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَبِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ، فَعَلَيْهِ خِلَاصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، فَوَومَ الْمَمْلُوكِ قِيَمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتَسْعَى غَيْرَ مَشْفُوقٍ عَلَيْهِ» بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاة، بیروت، 1422ھ/1999ء، ج3، ص139، رقم الحدیث: 2492

⁹ ”وَهُمَا أَنَّ الْإِبَاحَةَ بَعْلَةَ الْحَاجَةِ (قَوْلُهُ وَكَذَا إِبْقَاعُ الثَّنَيْنِ فِي الطُّهْرِ الْوَاحِدِ بِدَعْوَةٍ لِمَا قُلْنَا) مِنْ أَنَّهُ لَا حَاجَةَ إِلَى الرِّبَاذَةِ عَلَى الْوَاحِدَةِ (قَوْلُهُ وَاخْتَلَفَتْ الرِّوَايَةُ فِي الْوَاحِدَةِ الْبَائِتَةِ، قَالَ فِي الْأَصْلِ) يَعْنِي أَصْلَ الْمَبْسُوطِ وَهُوَ الْكَافِي لِلْحَاكِمِ أَبِي الْفَضْلِ أَخْطَأَ الثَّنَةَ، وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا حَاجَةَ فِي الْخِلَاصِ إِلَى إِثْبَاتِ صِفَةِ الْبَيْتُوتَةِ؛ وَلِأَنَّهُ يَسُدُّ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ التَّدَاوِكِ عِنْدَ عَدَمِ اخْتِيَارِ الْمَرْأَةِ الرَّجْعَةَ. وَفِي الرِّبَاذَاتِ: لَا يُكْرَهُ لِلْحَاجَةِ إِلَى الْخِلَاصِ نَاجِرًا، وَالْمُرَادُ رِبَاذَاتُ الرِّبَاذَاتِ فَلَا يَشْكُلُ صِحَّةُ إِطْلَاقِ الرِّبَاذَاتِ عَلَيْهَا، وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى صِحَّةِ هَذِهِ أَنَّ أَبَا زَكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَيْتَةَ وَالْوَقِيعَ بِهَا بَائِتٌ وَمُ يُنْكَرُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَالْقِيَاسُ عَلَى الْخُلْعِ. الْجَوَابُ بِجَوَائِزٍ أَنْ يَكُونَ أَبُو زَكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ قَبْلَ الدُّخُولِ أَوْ أَنَّهُ أَخَّرَ الْإِنْكَارَ عَلَيْهِ لِجَالِ اقْتِضَاتِ تَأْخِيرِهِ إِذْ ذَاكَ، وَالْخُلْعُ لَا يَكُونُ إِلَّا عِنْدَ تَحَقُّقِ الْحَاجَةِ وَتُلُوغِهَا النَّهَائَةَ، وَلِهَذَا رَوَى عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْخُلْعَ لَا يُكْرَهُ خَالَةَ الْحَيْضِ“ ابن الممام، فتح القدير، ج3، ص473

”اس ہمارے ائمہ نے کہا، ایک طلاق پر زیادت ہو اگرچہ مختلف جہات سے لیا تو وہ خبر واحد کی رو طلاق سنت میں شامل ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک طلاق پر اضافہ سنت نہیں ہے اور اس میں آیت کا ظاہری مفہوم لیا ہے کیونکہ قیاس کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہمارے حضرات نے فرمائے کہ اگر کسی عورت کو طلاق ہو اور حیض والی عورتوں میں سے ہو، پھر اس کی حیض آنا رک گیا، اس کی عدت ختم نہیں ہوتی جب تک کہ وہ آسہ کی عدت کو نہ پر نچ جائے پھر اس کے بعد تین مہینے تک انتظار کرنا، اور انہوں نے اس میں علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لی، اور انہوں نے علقمہ بن قیس سے کہا کہ اللہ تم پر اس کو وراثت کے لیر و کیر کھا اور مالک کے ہاں اگر یہ حیض نو مہینے، کی مدت گزر جانے کے بعد رک گیا ہو تو اس کی عدت پورا ہو گیا ہے، اور وہ اس کو قیاس سے لے رہا ہے، کیونکہ قیاس کو اصل سے عاجز ہونے کیونکہ حیض اصل ہے اور مہینے کے مطابق شمار کرنا بدل ہے۔“

تفریح نہم

وعلى هذا قال اصحابنا اقل الحيض ثلاث ايام وليالها واخذوا في ذلك بالخبر وعند الامام مالك مقدر بساعة وقاسه على سائر الاحداث¹⁰

”اسی بنا پر ہمارے ائمہ کرام نے کہا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور رات ہے اور انہوں نے خبر واحد پر عمل کیا اور امام مالک ابن انس کے مطابق اس کی مقدار ایک گھڑی بھی ہو سکتا ہے اور وہ دوسرے تمام نجاستوں پر قیاس کیا۔“

تفریح دہم

وعلى هذا قال اصحابنا طلاق السكران وعتاقه واقع واخذوا في ذلك بالخبر وعند مالك لا يقع وقاسه وعلى الصبي والمجنون بعله انه لا يعقل¹¹

10 ”أقل مدة الحيض عندنا ثلاثة أيام وليالها وقال ابن سميعة: عن أبي يوسف رحمه الله تعالى يؤمان، والأكثر من اليوم الثالث ورؤى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى ثلاثة أيام بما يتخللها من الليالي، وذلك ليلتان، وقال الشافعي - رحمه الله تعالى - يوم وليلة وقال مالك - رحمه الله تعالى - بقدر ما يوجد ولو ساعة احتج بأن هذا نوع حدث فلا يتقدر أقله بشيء كسائر الأحداث أقرؤها دم النفاس لكننا نقول: في الفرق بينهما أن دم النفاس يخرج عقيب خروج الولد فيستدل بما تقدمه على أنه من الرحم فلا حاجة إلى التقدير فيه بالمدة، فأما الحيض فليس يسميه علامة يستدل بها على أنه من الرحم فجعلنا العلامة فيه الامتداد ليستدل به على أنه ليس بدم عرق ثم قدره الشافعي - رحمه الله تعالى - بيوم وليلة محزوا عن الكبر فقال: لما استوعب السيلان جميع الساعات عرفنا أنه من الرحم فلا حاجة إلى الاستظهار بشيء آخر ونحن قدرنا بثلاثة أيام بالنص، وهو ما روى أبو أمامة الباهلي - رضي الله عنه - أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام» وهو مزوي عن عمر وعلي وابن مسعود وابن عباس وعثمان بن أبي العاص الثقفي وأنس بن مالك - رضي الله عنهم - والمقادير لا تعرف قیاساً فما نقل عنهم كالمزوي عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ولأبي يوسف - رحمه الله تعالى - أن الأكثر من اليوم الثالث يقام مقام الكمال لمعنى، وهو أن الدم من المزة لا يسيل على الولاء لأن ذلك يضيئها ويحجفها ولكن يسيل تارة، وينقطع أخرى وجه رواية، سرخسي، المبسوط، ج3، ص147

11 ”وبه ظهر أن المختار قولهما في جميع الأبواب فافهم. وبني في التحرير حكمه أنه إن كان سكره بطريق محرم لا يبطل تكليفه فقلته الأحكام وتصح عبارته من الطلاق والعتاق، والبيع والإقرار، وتوزيع الصغار من كفا، والإفراض والإستفراض لأن العقل قائم، وإنما عرض قواث فهم الخطاب بمصنعيه، فبقي في حق الإنم ووجوب القضاء، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ج3، ص239

”اس بناء پر ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نشے کی طلاق اور اس کا آزاد ہونا واقع ہوگا اور انہوں نے یہ خبر واحد سے لی اور امام مالک کے نزدیک ایسا نہیں ہوتا اور انہوں نے اسے بچے اور پاگل پر قیاس کیا۔“

تفریح یازدہم

وعلى هذا قال اصحابنا ان الجماعة يقتلون بواحد واخذوا في ذلك بحديث عمر بن الخطاب رضى الله عنه وعند مالک لا يقتلون بالواحد واخذ في ذلك بالقياس وترك الخبر¹²

”اس اصل کی بناء پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ اس گروہ کو ایک شخص کو قتل کر دیا سب کو پکڑا جائے گا انہوں نے یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اور امام مالک ان کو کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا، اور انہوں نے اسے قیاس کی وجہ اختیار کی اور خبر پر مقدم کیا۔“

تفریح دوازدہم

وعلى هذا قال اصحابنا اذا لم يقف بعرفة نهاراً ووقف ليلاً ----- لليوم الذي بعدها واخذ بالقياس وترك الخبر¹³

”اس بناء پر ہمارے حضرات نے فرمایا: اگر وہ عرفہ کے دن میدان عرفات میں نہ رکے۔ وہ رات کو رک گیا، وہ اپنا حج ادا ہو اور یہ انہوں نے خبر واحد سے لیا ہے جو کہ آپ کا ارشاد ہے ”جس نے عرفہ کو دن یارات میں پایا اس نے حج پالیا“¹⁴ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے کیونکہ رات اس کے بعد والے دن کے تابع ہوتی ہے اور اس نے قیاس لے کر خبر چھوڑ دی۔“

12 ”أَنَّ الْجَمَاعَةَ يُقْتَلُونَ بِالْوَاحِدِ وَلَا تُمَاتِلَةٌ بَيْنَ الْعَشْرَةِ وَالْوَاحِدِ فَعَرَفْنَا أَنَّهُ مَثْنُوعٌ بِمَعْنَى زِيَادَةِ النَّظَرِ لِلْوَيْلِ، وَذَلِكَ فِي أَنْ لَا يَسْقُطَ حُكْمُهُ فِي الْوَاحِدِ الْأَصْلِيِّ بَلْ يَكُونُ مُتَمَكِّنًا فِيهِ كَمَا لَوْ قَطَعَ بَدْنُ إِنْسَانٍ وَيَدُ الْقَاطِعِ شَلَاءٌ أَوْ نَاقِصَةٌ بِأَصْنَعٍ فَإِنَّ الْقِصَاصَ وَاجِبٌ، وَلِصَاحِبِ الْحَقِّ أَنْ يَأْخُذَ الْأَرْضَ بِغَيْرِ رِضَا الْجَانِي لِهَذَا الْمَعْنَى؛ وَلِأَنَّ النَّفْسَ مُحْتَرَمَةً بِحُرْمَتَيْنِ، وَفِي إِثْلَافِهَا هُنَاكَ الْحُرْمَتَيْنِ جَمِيعًا حُرْمَةٌ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَحُرْمَةٌ حَقِّ صَاحِبِ النَّفْسِ وَجَزَاءُ حُرْمَةِ اللَّهِ الْعُقُوبَةُ زَجْرًا وَجَزَاءُ هُنَاكَ حُرْمَةِ الْعَبْدِ الْعَزَامَةُ جَبْرًا“، سرخسی، المبسوط، ج 26، ص 61۔ قیروانی، ابو محمد عبد اللہ بن

ابن زید، النوادر والزیادات علی مافی المدونہ من غیرہا من الامہات، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1999ء، ج 14، ص 59

13 ”ومن أفاض قبل الإمام من عرفات فعليه دم " وقال الشافعي رحمه الله: لا شيء عليه لأن الركن أصل الوقوف فلا يلزمه بترك الإطالة شيء ولنا أن الاستدامة إلى غروب الشمس واجبة لقوله عليه الصلاة والسلام " فادفعوا بعد غروب الشمس " فيجب بتركه الدم بخلاف ما إذا وقف ليلاً لأن استدامة الوقوف على من وقف نهاراً لا ليلاً فإن عاد إلى عرفة بعد غروب الشمس لا يسقط عنه الدم في ظاهر الرواية لأن المتروك لا يصير مستدركا واختلفوا فيما إذا عاد قبل الغروب“، مرغینانی، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج 1، ص 163۔ خطاب ربیع، ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، دار الفکر، بیروت، 1412ھ/1992ء، ج 3، ص 94

14 «مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ، وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ قَضَى تَفْتَهُهُ، وَبِمَّ حُجَّتُهُ» ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، محقق محمد نواد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، بلا سن، ج 2، ص 1004، رقم الحدیث: 3016

حکم: یہ حدیث سنن ابن داؤد، رقم الحدیث: 1950، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 891، سنن النسائی، رقم الحدیث: 3042 اور مسند احمد، رقم الحدیث: 261، 262 میں بھی مروی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

تفریح سیزدہم

وعلى هذا قال اصحابنا ان القصاص اذا كان بين اثنين فعفى احدهما ليس للآخر ان يستوفى القصاص اخذوا فيه بالخبر ----- ولا يسقط حقه بعفو غيره عنه قاسه على سائر الحقوق¹⁵

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر دو آدمیوں کے درمیان قصاص مشترک ہو اور ان میں سے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو اب قصاص لینے کا حق نہیں ہے، انہوں نے یہ خبر واحد سے استدلال کیا کہ محمد بن حسن نے ہمارے حضرات کی سند سے روایت کی ہے زیادات میں، اور امام مالک بن انس کے مطابق، کہ دوسرا قصاص لے سکتا ہے اور کسی کی معاف کرنا اس کا حق ساقط نہیں کرتا، باقی تمام حقوق کی طرح۔“

تفریح چہارم

وعلى هذا قال اصحابنا رجلين قتلا رجلا احدهما عامداً والآخر مخطئاً لا قصاص عليهما ----- قالوا ذلك رواية عنه عليه الصلاة والسلام فصار سبيله سبيل الآحاد¹⁶

”اس بناء پر ہمارے ائمہ نے کہا کہ اگر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی کو جان بوجھ کر اور دوسرے نے غلطی سے قتل کیا تو ہمارے ہاں ان دونوں پر قصاص نہیں ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قصداً قتل کرنے والے پر قصاص ہے۔ ان میں سے بعض مسائل رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں ہیں، اگر قیاس اس کے خلاف ہو۔ پھر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ویسا کہا جیسا کہ آپ سے روایت ہے، تو بطریق خبر واحد ہی بن گیا۔“

اصل نمبر 10

امام مالک بن انس کے نزدیک اصل ہے کہ:

”الأصل عندنا العزم على الشيء لئیس بمنزلة المباشرة وعند مالك رَحْمَهُ اللهُ تَعَالَى بِمَنْزِلَةِ الْمُبَاشَرَةِ“¹⁷

”کسی کام کا پختہ ارادہ کرنا اس چیز کے ارتکاب (عمل کرنے) کے درجہ میں ہے، اور ہمارے ہاں کسی چیز کا ارادہ اس کے ارتکاب کے حکم میں نہیں۔“

¹⁵ ”وان كان الحكم فيما اجتهد بخلاف ذلك هذا كما يقول في القصاص، إذا كان بين اثنين، فعفا أحدهما وظن صاحبه أن عفو أخيه لا يؤثر في حقه، فقتل ذلك القتال، فإنه لا يقاد منه ومعلوم أن هذا قتل بغير حق، ولكن لما كان جاهلاً أو مجتهداً في ذلك صار ذلك التأويل مانعاً وجوب القصاص، وإن كان مخطئاً في التأويل، كذلك ههنا حتى إذا كان عنده أن العسر لا تجزئه لا تجوز له المغرب نص عليه ابن سماعة عن محمد رحمهم الله، هكذا ذكر الشيخ الإمام الزاهد أبو نصر الصفار، والشيخ الإمام شيخ الإسلام المعروف بجواهر زاده رحمهما الله“ ابن مازہ، المحيط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج 1، ص 534

¹⁶ ”وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِذَا أَنْكَرَ؛ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ بِفِعْلِ مُشْتَرِكٍ وَذَلِكَ الشَّرِيكَ مَنْ يَجُوزُ وَجُوبُ الْقَطْعِ عَلَيْهِ، فَحَازَ وَجُوبُهُ عَلَى هَذَا أَيْضًا، إِلَّا أَنَّهُ بِإِنْكَارِهِ يُسْقَطُ الْحَدَّ عَنْ نَفْسِهِ، فَلَا يَسْقَطُ عَنْ الْآخَرَ. الدَّلِيلُ عَلَيْهِ: لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ قَتَلَا رَجُلًا ثُمَّ عَفَا عَنْ أَحَدِهِمَا وَجَبَ الْقِصَاصُ عَلَى الْآخَرَ، كَذَلِكَ هَذَا“، كرايمی، ابوالمظفر اسعد بن محمد بن حسین، الفروق، محقق ڈاکٹر محمد طوم، وزارة الاوقاف الكويتية، 1402ھ/1982ء، ج 1، ص 313

¹⁷ برکتی مجددی، قواعد الفقہ، ج 1، ص 40

اس اصل سے درج ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں:

تفریح اول

ما قال اصحابنا ان الرجل اذا عزم ان يطلق امراته لا يقع عليها شيء ما لم يوقع الطلاق وعند الامام مالك يقع بنفس العزم¹⁸

”ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر لے۔ اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگا جب تک کہ وہ طلاق پر تلفظ نہ کر دے اور امام مالک رحمہ اللہ محض پختہ ارادے سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال اصحابنا لو حلف ليفعلن كذا في المستقبل لم يحنث-----

وقال سعيد بن المسيب اذا مضى شهر ولم يفعل حنث في يمينه

”ہمارے اصحاب کے ہاں اگر کسی نے مستقبل میں فلاں کام کرنے کی قسم کھائی جب تک اس عمل کیے جانے کی امید ہو تو وہ حنث نہیں گا اور امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں اگر وہ اپنے دل میں اس عمل کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیں تو قسم ٹوٹ کر حنث ہو جائے گا۔ ابن المسيب نے کہا کہ اگر ایک مہینہ گزر جائے اور اس نے ایسا نہ کیا تو اپنے یمن میں حنث ہو جائے گا۔“¹⁹

مبحث دوم: ائمہ احناف اور فقیہ ابن ابی لیلیٰ کے مابین اختلاف

ائمہ احناف اور فقیہ ابن ابی لیلیٰ کے درمیان جن اصولوں میں اختلاف ہے

اصل نمبر 11

فقہ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک اصل ہے کہ:

”أَنْ مِنْ مَلِكٍ شَيْئًا بِنَفْسِهِ مَلِكٌ تَفْوِيضًا إِلَىٰ غَيْرِهِ وَعِنْدَنَا يَجُوزُ أَنْ يَمْلِكَ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَلَا يَمْلِكُ فِي بَعْضِهَا“²⁰

”جو کسی چیز کا خود مالک ہو اسے کسی دوسرے کو دینے کا حق بھی ہے اور ہمارے ہاں بعض جگہوں پر اس کا مالک کرنا جائز ہے۔ اور بعض مواقع میں درست نہیں۔“

¹⁸ ”إن الرجل إذا عزم أن يطلق امرأته - ولم يتلفظ بلسانه - لا يقع عليها شيء ما لم يوقع الطلاق لفظاً، وأما عند الإمام مالك رضي الله عنه يقع الطلاق بنفس العزم. بناءً على هذه القاعدة، ولكن الرجوع إلى ما في كتب المالكية يخالف هذا نوع مخالفة. قال في أسهل المدارك نقلاً عن الباجي: لو عقد الطلاق بقلبه جازماً من غير تردد ففي وقوع الطلاق عليه بمجرد ذلك روايتان“ غزوي، موسوعة القواعد الفقهية، ج2، ص

¹⁹ ”إذا حلف إنسان ليفعلن كذا في المستقبل لم يحنث ما دام يرحى منه ذلك الفعل. وعند الإمام مالك رضي الله عنه: إذا عزم بقلبه أن لا يفعل ذلك الفعل أو على أن يفعل ذلك الفعل يحنث في يمينه وقال سعيد بن المسيب: إذا مضى شهر ولم يفعل حنث في يمينه“ غزوي، موسوعة القواعد الفقهية، ج2، ص5- امام مالک، المدونة، ج2، ص36، 37

تفریح اول

وعلى هذا قال اصحابنا ان المودع لا يملك الايداع الى غيره----- ان يودع الى غيره لانه ملك الحفظ فيملك تفويضه الى غيره²¹

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ امانت دار کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس امانت رکھوائے کیونکہ مالک اس کی حفاظت سے راضی اور مطمئن ہے مگر دوسروں کی حفاظت سے مطمئن نہیں ہے۔ وہ کسی اور کے سپرد کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اسے بتانے دے اور اجازت نہ لے۔ اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک کسی اور کے سپرد کرنا جائز ہے۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال اصحابنا ان من وكل وكيلاً بشراء شيء ليس-----وعند ابن أبي لیلی يجوز أن يوكل غيره²²

”جو شخص کسی چیز کو خریدنے کے لیے وکیل مقرر کرتا ہے اسے کسی اور کو مقرر کرنے کا حق نہیں ہے جب تک کہ موکل اسے یہ نہ بتائے کہ تم نے کیا کیا ہے، یہ جائز ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک کسی اور کو مقرر کرنا جائز ہے۔“

تفریح سوم

وعلى هذا قال اصحابنا ان العبد اذا سعى للشریک الذی لم يعتق فيملك تفويضه الى غيره واقامته مقام نفسه²³

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر غلام اس شریک کے لیے کوشش کرے جو آزاد نہ ہو تو وہ غلام معتق کی طرف کوشش کی اجرت کا رجوع نہیں کرے گا۔ اور ابن ابی لیلیٰ کے ہاں غلام آزاد ہونے والے شخص کی طرف لوٹتا ہے، کیونکہ غلام آزاد ہوا تھا، اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اختیار کسی اور کو دے دے۔“

اصل نمبر 12

”الأصل عن ابن أبي لیلی في باب المَعَامَلَاتِ أَنَّ الْعَقْدَ إِذَا وَرَدَ الْفُسْخَ عَلَى بَعْضِهِ انْفُسَخَ كُلُّهُ“²⁴

21 ”عند الحنفية أن المودع - أي الأمين - لا يملك الإيداع إلى غيره، لأن المالك رضي بحفظه هو ولم يرض بحفظ غيره، والناس متفاوتون في الحفظ. وعند ابن أبي لیلی يجوز له أن يودع إلى غيره، لأنه ملك الحفظ فيملك تفويضه إلى غيره“ غزوي، موسوعة القواعد الفقهية، ج2، ص166

22 ”من وكل وكيلاً بشراء شيء ليس له أن يوكل غيره إلا أن يقول له الموكل ما صنعت من شيء فهو جائز. وعند ابن أبي لیلی يجوز أن يوكل غيره“ غزوي، موسوعة القواعد الفقهية، ج2، ص166

23 ”ولو لم يؤدي شيئاً حتى أعتق المولى أحدهما جاز العتق“ لمصادفته ملكه وبرئ عن النصف لأنه ما رضي بالتزام المال إلا ليكون المال وسيلة إلى العتق وما بقي وسيلة فيسقط ويبقى النصف على الآخر؛ لأن المال في الحقيقة مقابل برقيتهما. وإنما جعل على كل واحد منهما احتيلاً لتصحيح الضمان، وإذا جاء العتق استغنى عنه فاعتبر مقابلاً برقيتهما فلماذا يتنصف، وللمولى أن يأخذ بحصة الذي لم يعتق أيهما شاء المعتق بالكفالة وصاحبه بالأصالة، وإن أخذ الذي أعتق رجوع على صاحبه بما يؤدي لأنه مؤد عنه بأمره، وإن أخذ الآخر لم يرجع على المعتق بشيء لأنه أدى عن نفسه والله أعلم“ مرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدى، ج3، ص97

”فقہ ابن ابی لیلیٰ کے یہاں جب لین دین کے باب میں جب بعض اگر منسوخ کر دیا جائے تو پورا عقد منسوخ کیا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ حکم ضروری نہیں۔“

تفریح اول

وعلى هذا قال ابن أبي ليلى في المسلم إذا ترك بعض رأس المال-----أخذه
فينفسخ فيما بقي، وعند الحنفية لا يفسخ فيما بقي²⁵
”اس بنا پر ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر عقد سلم میں مشتری نے بائع کو بعض راس المال کو چھوڑا اور اس سے بعض سلم لے لیں تو یہ جائز نہیں اور عقد سلم فسخ ہو جائے گی کیونکہ بعض کے فساد کی وجہ پورا عقد فاسد ہو جائے گا۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال ابن أبي ليلى ان المودع اذا اخذ بعض الوديعة وانفقه-----
وعندنا لا يضمن فيما بقي ويضمن فيما انفق²⁶
”اس بنا پر ہمارے علماء اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہے کہ اگر مودع امانت میں سے کچھ لے کر خرچ کیا، پھر جو کچھ خرچ کیا اس میں ملا دے، اس کے بعد سارا مال ہلاک ہوا، تو مودع کل مال کا ضامن ہو گا۔ اگر بعض مال ہلاک ہوا تو پھر اور، وہ ضمان دے گا جو اس نے کیا خرچ کیا اور جو کچھ اس کے پاس رہ گیا، ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک خرچ کردہ اور باقی ماندہ مال کا ضامن ہو گا۔“

اصل نمبر 13

”الأصل عند بن أبي ليلى أنه يعتبر حقوق الله تعالى بحقوق العباد“²⁷
”فقہ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ حقوق اللہ کو بندوں کے حقوق پر قیاس کرتے ہیں اور ہمارے ہاں ایسا نہیں۔“

تفریح اول

24 برکتی مجددی، قواعد الفقہ، ج 1، ص 41

25 ”عند ابن أبي ليلى قال: إن المسلم إذا ترك بعض رأس المال وأخذ بعض السلم لم يجز، ويفسخ ذلك السلم، لأنه انفسخ فيما أخذه
فينفسخ فيما بقي، وعند الحنفية لا يفسخ فيما بقي“ غزی، موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ج 2، ص 7۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب، اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ، احیاء المعارف النعمانیہ، ہند، بلاسن، ج 1، ص 33

26 ”إذا كانت الوديعة دراهم، أو دنانیر، أو شیئاً من المکیل، والموزون، فأنفق المودع طائفة منها في حاجة نفسه؛ كان ضامناً لما أنفق منها، ولم يصر ضامناً لما بقي منها، فإن جاء بمثل ما أنفق، وخلطه صار ضامناً لجميع ما أنفق بالاتلاف، وما بقي من الخلط قالوا: وهذا إذا لم يجعل على ماله علامة حين خلط بمال الوديعة، أما إذا جعل لا يضمن إلا ما أنفق، وإن كان قد أخذ بعض الوديعة لينفقه في حاجته، ثم بدا له، فرده في مكانه، فضاء، فلا ضمان عليه“ ابن مازہ، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج 5، ص 544

27 برکتی مجددی، قواعد الفقہ، ج 1، ص 41

وعلى هذا قال ابن أبي ليلى ان التوكيل باستيفاء الحدود جائز واعتبره بالحقوق التي هي مختصة بالعباد كالديون وغيرها وعندنا لا يجوز
”اس بنا پر ابن ابی لیلی نے کہا کہ حدود میں توکیل جائز ہے اور وہ ان حقوق کو حقوق العباد میں سے مانتا ہیں جیسے قرض اور دیگر، اور ہمارے ہاں یہ جائز نہیں ہے۔“²⁸

تفریح دوم

وعلى هذا قال ابن أبي ليلى ان التقادم لا يسق الحدود قياساً على حقوق العباد وعندنا يسقط الا حد القذف²⁹
”اس بنا پر ابن ابی لیلی نے کہا کہ تقادم (معاملے کا پرانا ہونا) حدود کو ساقط نہیں کرے گا حقوق العباد پر قیاس کرتے ہوئے ہمارے نزدیک تقادم حدود کو ساقط کرتا ہے سوائے حد قذف کے۔“

تفریح سوم

وعلى هذا قال في شاهدين شهدا على رجل بمال وشهد آخران على الاولين حقا لله تعالى فصار كما لو انشأ حقا للعباد³⁰
”دو گواہوں نے کسی کے مال کے خلاف گواہی دی اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ وہ دونوں زانی ہے یا شراہی ہے، تو ان دو آخری دو گواہوں کی گواہی قبول ہوگی اور آخری دو کی باطل ہو جائے گی، کیونکہ وہ دونوں اس کے خلاف حدود اللہ ثابت کر رہے ہیں تو یہ ایسا ہے جیسا حقوق العباد ثابت کر رہے ہیں۔“

اصل نمبر 14

”الأصل عند علمائنا ما لا تقع المنازعة فيه إلی القاضي فلا أثر لقلة الجهالة ولا لكثرتها في فساده و عند ابن أبي ليلى أن الجهالة إذا قلت لا تؤثر في الفساد وإن كثرت توجب فساده“³¹

²⁸ ”التوكيل في استيفاء حقوق العباد جائز عند الجميع كالتوكيل في استيفاء الديون. وأما التوكيل في استيفاء الحدود الخالصة لله سبحانه

وتعالى، كمن وكّل غيره في استيفاء قود في النفس أو الطرف أو القذف، فهل يجوز؟ فعند الحنفية لا يجوز إلا بحضور المؤكّل وعند ابن أبي ليلى يصح ذلك ولو بغير حضور المؤكّل“، شیحی زادہ، مجمع الانهر فی شرح ملتقى الابجر، ج 2، ص 223

²⁹ ”إن التقادم لا يسقط الحدود قياساً على حقوق العباد، وعند الحنفية التقادم يسقط الحدود. إلا حد القذف، والمراد بالتقادم هنا تقادم

الشهادة بأن يشهد الشهود على الزنا مثلاً بعد مضي زمن طويل على وقوعه“، غزی، موسوعة القواعد الفقهية، ج 2، ص 192

³⁰ نفس مصدر، دیوسی بتاسیس النظر، ص

³¹ برکتی مجددی، قواعد الفقه، ج 1، ص 41

”ہمارے علماء کے نزدیک بنیادی اصل یہ ہے کہ جس چیز میں قاضی تک منازعہ نہ پرچے، تو اس میں جہالت کی کمی یا اس کی کثرت موثر نہ ہوگا۔ فقیہ ابن ابی لیلیٰ کے یہاں جہالت جب کم ہو تو عقد کے فساد میں موثر نہ ہوگی، اگر زیادہ ہو تو موجب فساد ہوگی۔“

تفریح اول

وعلى هذا قال اصحابنا إذا قال الرجل كل امرأة أتزوجها فهي طالق-----إذا
عمّ كثرت الجهالة وإذا خصّ قلت الجهالة³²

”اس بناء پر ہمارے ائمہ نے کہا: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں جس عورت سے شادی کروں گا اسے طلاق ہے، تو اس نے نکاح کی تو شادی شدہ عورت، عام ہو یا خاص ہو طلاق پڑ جائے گی۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: اگر عام ہو، تب تعلیق درست نہیں اگر خاص ہو پھر درست ہے۔ کیونکہ عام میں جہالت زیادہ اور خاص میں کم ہوتی ہے۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال اصحابنا إذا قال الرجل كل عبد اشتريه فهو حر. ثم اشترى عبداً صح
تعليقه ووقع العتق عمّ أو خصّ وعند ابن أبي ليلي: إذا عمّ لا يقع وإذا خصّ يقع³³

”اس بناء پر ہمارے اصحاب نے کہا: اگر کوئی شخص کہے کہ ہر غلام جو میں خریدوں گا وہ آزاد ہے، اس نے غلام خریدا تو اس کی تعلیق صحیح ہے اور وہ آزاد ہو جائے گا، خواہ وہ عام ہو یا خاص ہو، اور ابن ابی لیلیٰ کے مطابق۔ اگر وہ عام ہو تو تعلیق نہیں ہوگی اور اگر خاص ہو تو وہ آزاد ہے۔“

تفریح سوم

وعلى هذا قال اصحابنا اذا باع الرجل شيئاً بشرط البراءة من كل عيب جاز ذلك البيع
عندنا وعند ابن أبي ليلي لا يصح البيع الا ان يعين نوعاً من العيوب ثم رجع وقال لا
يجوز مالم يشر الى العيب³⁴

32 ”إذا قال الرجل: كل امرأة أتزوجها فهي طالق. فتزوج يقع الطلاق على المنكوحة عم أو خصص. عند الحنفية وقال ابن ليلي: إذا عمّ لم

يصح التعليق، وإن خصص فالتعليق يصح.، لأنه إذا عمّ كثرت الجهالة وإذا خصص قلت الجهالة“ غزني، موسوعة القواعد الفقهية، ج1، ص474

33 ”إذا قال الرجل: كل عبد اشتريه فهو حر. ثم اشترى عبداً صح تعليقه ووقع العتق عمّ أو خصص عند الحنفية. وأما عند ابن أبي ليلي: إذا عمّ

لا يقع كما لو قال: كل عبد اشتريه فهو حر. ثم اشترى عبداً فلا يقع العتق. وأما إذا قال: كل عبد رومي مثلاً، أو من بلدة كذا فهو حر.

ثم اشترى عبداً بالصفة التي ذكرها وقع العتق، لأنه خصص“ غزني، موسوعة القواعد الفقهية، ج1، ص474

34 ”أرأيت لو أن بعض حريم أمير المؤمنين باع غلاماً حبشياً على رأس ذكره برصاً أكان يحتاج إلى كشف ذلك ليُرِيَهُ المُشْتَرِي فَمَا زَالَ يُشْتَعُّ

عَلَيْهِ بِمِثْلِ هَذَا حَتَّى أَفْحَمَهُ وَضَحِكَ الخَلِيفَةُ فَجَعَلَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ: يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يُسَمِّيَ العُيُوبَ بِأَسْمَائِهَا لِأَنَّ صِفَةَ المَبِيعِ

وَمَاهِيَّتَهُ إِنَّمَا تَصِيرُ مَعْلُومَةً بِتَسْمِيَةِ مَا بِهِ مِنَ العُيُوبِ، وَلَكِنَّا نَقُولُ الإِبْرَاءُ عَنِ العُيُوبِ إِسْقَاطُ لِلْحَقِّ وَالمُسْتَقْطُ يَكُونُ مُتَلَاشِيًا فَالْجَهَالَةُ لَا تَمْنَعُ

صِحَّتَهُ، ثُمَّ البَائِعُ بِهَذَا الشَّرْطِ مُنْعَى مِنَ التِّزَامِ تَسْلِيمِ العَيْنِ عَلَى وَجْهِ لَا يَقْدُرُ عَلَى تَسْلِيمِهِ فَرُبَّمَا يَلْحَقُهُ الجُرْحُ فِي تَسْمِيَةِ العُيُوبِ وَالجُرْحُ مَدْفُوعٌ

”اس پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر کوئی آدمی ہر عیب کی بری ہونے کی شرط پر کوئی چیز بیچے تو ہمارے ہاں جائز ہے اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہے، جب تک وہ کسی عیب کی نشاندہی نہ کر لے، اس وقت تک خرید و فروخت جائز نہیں، پھر اس قول سے واپس ہوئے اور کہا کہ جب تک وہ عیب کی طرف اشارہ نہ کر دے جائز نہیں۔“

تفریح چہارم

وعلى هذا قال اصحابنا اذا قال الرجل لآخر مالک علی فلان من الدين فعلى ان الكفالة
جائزة----- منعت صحة العقد وهو عقد الكفالة³⁵

”اس بنا پر ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ آپ کا فلاں پر جو قرض ہے تو میں ضامن ہوں ہر حال میں یہ کفالتہ جائز ہے، اور اس کے ہاں یہ جائز ہے جب تک کہ قرض کا مالک کو ایک ہزار درہم یا دو ہزار درہم تک نہ کہے۔ اس سے جہالت کم ہو جائے گی، اور اگر اس نے ایسا نہ کہا تو جہالت زیادہ ہو گئی، اور اگر جہالت زیادہ ہو گئی جو کہ عقد کا جواز کے لئے مانع ہے، اور یہ عقد کفالتہ ہے۔“

تفریح پنجم

وعلى هذا قال ابن ابی لیلی اذا باع شيئاً من رجل بألف درهم الى النيروز او الى
المهرجان ان البيع جائز----- لايجوز لان هذا مما تقع المنازع فيه الى الحاكم
وهذا ظاهر³⁶

”اسی طرح ابن ابی لیلی نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہزار درہم میں نوروز یا مہر جان متعین مدت تک بیچے تو یہ معاملہ جائز ہے، اس کے برعکس اگر وہ کوئی چیز بیچے اور ثمن کی ادائیگی کی مدت ہو چلنے یا بارش برسنے تک متعین کرے تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس میں جہالت زیادہ ہے پرلی صورت کے بہ نسبت کیونکہ نوروز یا مہر جان وہ ہے جسے کچھ لوگ جانتے ہیں اور دوسرے میں جہالت بہت ہیں، ہو یا بارش کا آنا کوئی نہیں جان سکتا۔ اور ہمارے ہاں یہ دونوں صورتیں جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ان امور میں سے ہے جس میں جھگڑا حاکم تک پر نچتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔“

وَأَكْثَرُ مَا فِيهِ أَنَّهُ يُمَكِّنُ جَهَالَتهُ فِي الصَّفَةِ بِتَرْكِ تَسْمِيَةِ الْعُيُوبِ وَلَكِنَّ الْبَائِعَ يُلَاقِي الْعَيْنَ دُونَ الصَّفَةِ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ بِشَرْطِ الْبَرَاءَةِ عَنِ الْعُيُوبِ
وَيَصِحُّ الْإِبْرَاءُ عَنِ الْجَهَالَتهِ لِكُونِهِ إِسْقَاطًا“ سرخسی، الميسوط، ج 30، ص 133

نفس مصدر، دبوسی، تاسیس النظر، ص

35

”وَأَجْمَعُوا مَا إِذَا بَاعَ بِأَلْفٍ وَرَطَلَ مِنْ خَمْرٍ، أَوْ بَاعَ إِلَى أَنْ يَهْبِ الرِّيحُ، أَوْ إِلَى أَنْ تَمَطَّرَ السَّمَاءُ، ثُمَّ إِنَّ مِنْ لَهِ الْخَمْرِ، وَمِنْ لَهِ الْأَجَلِ إِلَى سَقَطِ
الْخَمْرِ وَالْأَجَلِ لَا يَنْقَلِبُ الْعَقْدُ جَائِزًا، هَذَا هُوَ الْمَذْكُورُ فِي عَامَةِ النِّسْخِ، وَذَكَرَ شَيْخُ الْأُئِمَّةِ السَّرْحَسِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي «شَرْحِهِ» فِي بَابِ الْبَيْعِ:
إِذَا كَانَ فِيهَا شَرْطٌ أَنَّهُ إِذَا بَاعَ بِأَلْفٍ وَرَطَلَ مِنْ خَمْرٍ، ثُمَّ اتَّفَقَا عَلَى إِسْقَاطِ الْخَمْرِ أَنَّ الْعَقْدَ يَنْقَلِبُ جَائِزًا، وَلَكِنْ لَا يَنْفَرِدُ أَحَدُهُمَا بِالْإِسْقَاطِ
بَلْ يَشْتَرِطُ اتَّفَاقَهُمَا عَلَى الْإِسْقَاطِ وَفِي الْبَيْعِ إِلَى أَجَلٍ مَجْهُولٍ يَنْفَرِدُ مِنْ لَهِ الْأَجَلِ بِالْإِسْقَاطِ. وَمِنْ جَمَلَةِ الْأَجَالِ الْمَجْهُولِ أَنْ يَبِيعَ إِلَى النِّيروزِ
وَالْمَهْرَجَانِ، وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ مَسْأَلَةَ النِّيروزِ وَالْمَهْرَجَانِ فِي «الْجَامِعِ الصَّغِيرِ»: وَأُجَابَ بِالْفَسَادِ مُطْلَقًا“ ابن مازہ، المحیط البرہانی فی الفقہ
النعمانی، ج 6، ص 405

36

اصل نمبر 15

”الأصل عند ابن أبي ليلى: أن الحق الواحد لا يجوز أن يثبت في محلين مختلفين, لأنه متى ثبت في محل خلا عنه المحل الأول“³⁷

”فقہ ابن ابی لیلی کی روایت سے یہ ہے کہ ایک حق دو مختلف جگہوں پر قائم نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب کوئی حق ایک محل میں ثابت ہو گا تو اس کا دوسرا محل خالی ہی ہو گا۔“

اس اصل سے یہ مسائل متفرع ہیں:

تفریح اول

أن الكفالة تبريء ذمة المكفول عنه فهي عنده كالحوالة, لأن الحق واحد لا يجوز أن يكون في محلين مختلفين كالعين الواحدة وهذا قول ابن أبي ليلى وعندنا أن الكفالة لا تبريء ذمة الأصيل³⁸

”کفالہ مکفول عنہ کا ذمہ بری کرتا ہے حوالہ کی طرح کیونکہ ایک ہی حق دو مختلف جگہوں پر نہیں ہو سکتا، جیسے کہ ایک عین کا دو محل میں ہونا اور یہ ابن ابی لیلی کا قول ہے اور ہمارے نزدیک کفالہ اصيل کا ذمہ بری نہیں کرتا۔“

تفریح دوم

وعلى هذا قال فى الطالب اذا اخذ كفيلا بنفس المطلوب----- لا تجوز ان تكون فى محلين مختلفين³⁹

”اس بنا پر انہوں نے کفیل بنفس میں تعدد ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی طالب نے مطلوب سے کفیل لیا کہ وقت مقرر پر کفیل اس کو حاضر کرے گا پھر طالب مزید پختگی کے لئے دوسرا کفیل لیا۔ ابن ابی لیلی کے ہاں پر لا کفیل بری ہو گا کیونکہ کفالہ میں تعدد نہیں ہو سکتا ورنہ ایک ہی حق کا دو محل ہونا لازم آئے گا۔ اور ہمارے ہاں دوسرا بری نہیں ہو گا تعدد ہو سکتا ہے۔“

خلاصہ

اس مقالہ میں قسم مختلف میان ہمارے ائمہ ثلاثہ و مالک و ابن ابی لیلی پر مبنی ہے۔ اس باب کو اول دو ذیلی مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بحث اول میں ائمہ ثلاثہ اور امام مالک کے مابین مختلف میان دو اصولوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اصل نمبر 9 پر کل چودہ (14) مسائل جبکہ اصل نمبر 10 پر کل دو (2) مسائل متفرع ہیں۔ بحث دوم میں ائمہ ثلاثہ اور ابن ابی لیلی کے مابین مختلف میان پانچ اصولوں کی ضمن میں بیان کیے گئے ہیں۔ اصل نمبر 11

غزوی، موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ج 1، ص 490

37

”عند ابن أبي ليلى رحمه الله تعالى: أن الكفالة تبريء ذمة المكفول عنه فهي عنده كالحوالة, لأن الحق واحد وهو هنا انشغال الذمة - فلا يجوز أن يكون في محلين مختلفين كالعين الواحدة. وعند الجمهور من الفقهاء الحنفية وغيرهم أن الكفالة لا تبريء ذمة الأصيل لأن معنى الكفالة: ضم ذمة الكفيل إلى ذمة الأصيل, بخلاف الحوالة التي معناها نقل ذمة إلى ذمة أخرى“ غزوی، موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ج 1، ص 490

38

حوالہ سابق ”أن شخصاً إذا أخذ كفيلاً بنفس المطلوب, ثم أخذ كفيلاً آخر بنفسه, فإن الكفيل الأول لا يبرأ فللطالب مطالبة الكفيلين“ غزوی، موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ج 3، ص 137

39

پر تین (3) مسائل، اصل نمبر 12 پر دو (2) مسائل، اصل نمبر 13 پر تین (3) مسائل، اصل نمبر 14 پر پانچ مسائل جبکہ اصل نمبر 15 پر صرف دو (2) مسائل متفرع ہیں جس کا اردو ترجمہ، تحقیق و تخریج کی گئی ہے۔

نتائج تحقیق

راقم نے زیر نظر تحقیقی مقالہ میں امام دبوسی کی کتاب ”تاسیس النظر“ کا اردو ترجمہ، تحقیق و تخریج کو حتی الوسع بہترین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس میں راقم نے جو اصول و تعریفات جمع کیں ہیں اور تخریج کے لیے جن کتب کو رجوع کیا ہے تو اس تمام بحث کا حاصل، لب لباب اور نتائج کو راقم یوں پیش کرتا ہے کہ:

- محققین علماء نے انتہائی باریکیوں کے ساتھ قرآن و حدیث کے اصولوں اور قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اصول وضع کیے ہیں۔
- علمائے محققین کا نقطہ نظر جدا جدا ہے بعض محققین علماء نص کے ظاہر کو دیکھ کر اصول وضع کرتے ہیں اور اس پر تعریفات لے آئے ہیں اور بعض نص میں غور و فکر کر کے معانی و مطالب اخذ کرتے ہیں اور پھر انہی اصولوں پر بے شمار مسائل متفرع کرتے ہیں جیسا کہ زیر نظر مقالہ میں مندرج ہے۔
- پانچویں صدی ہجری کے مشہور فقہائے کرام میں ایک نامور شخصیت علامہ دبوسی کی بھی ہے۔